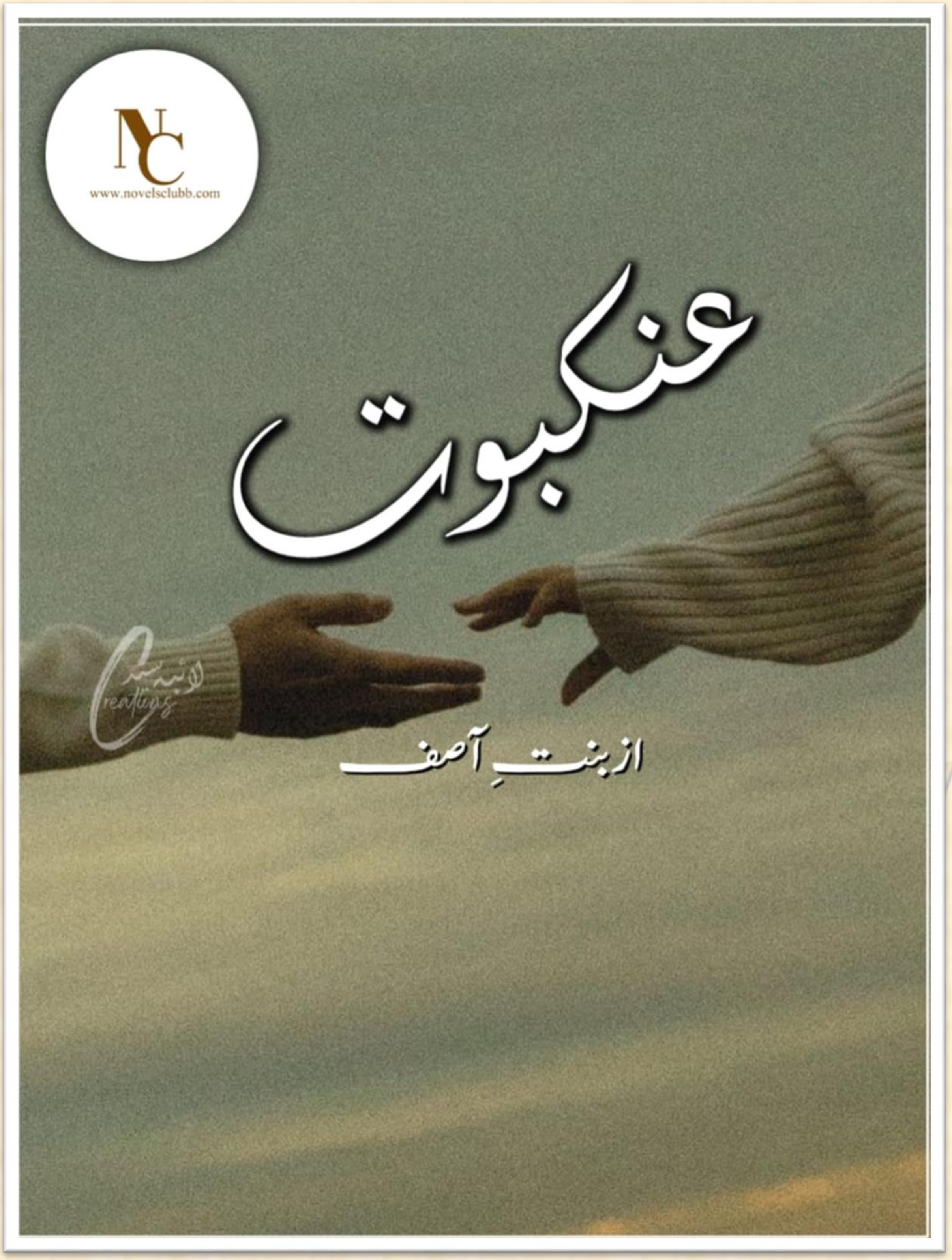
www.novelsclubb.com
عنکبوت
از بنتِ آصف

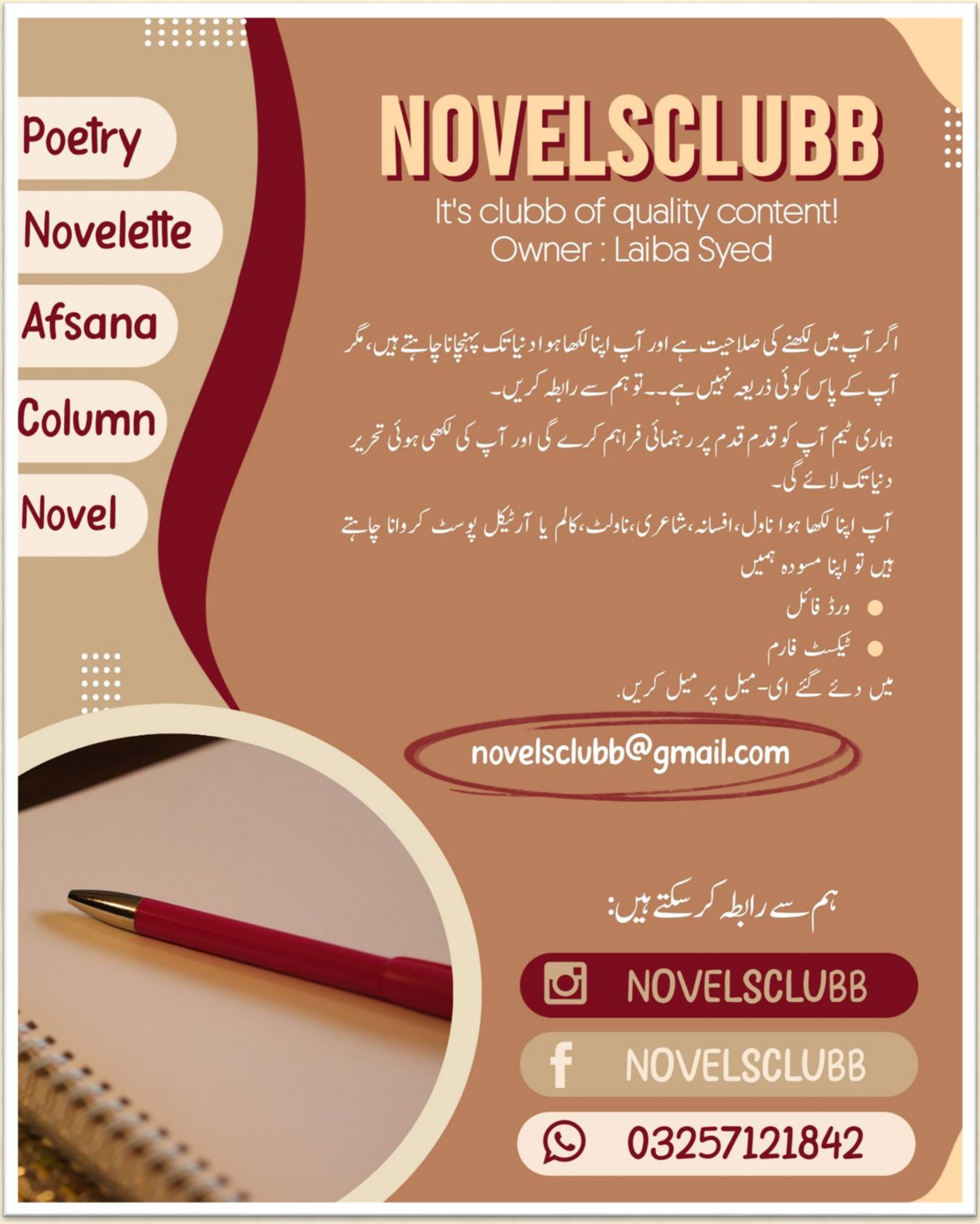
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

عنکبوت

از قلم

بنتِ آصف

Clubb of Quality Content

ناول "عنکبوت" کے تمام جملہ حق لکھاری "بنتِ آصف" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی
صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو
گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال
کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی
حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

"ناول کا نام: عنکبوت "

باب اول: اف ٹیپو

جو تُم نے ٹھان ہی لی ہے

ہمارے دل سے نکلو گے

! تو اِتنا جان لو پیارے

سمندر سامنے ہو گا اگر

ساحل سے نکلو گے

ستارے جن کی آنکھوں نے

ہمیں اِک ساتھ دیکھا تھا

! گواہی دینے آئیں گے

پرانے کاغذوں کی بالکونی سے

بہت سے لفظ جھانکیں گے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمہیں واپس بلائیں گے

کئی وعدے، فسادی قرض خواہوں

کی طرح رستے میں روکیں گے

تمہیں دامن سے پکڑیں گے

!تمہاری جان کھائیں گے

چھپا کر کس طرح چہرہ

!بھَری محفل سے نکلو گے

!ذرا پھر سوچ لو جاناں

نکل تو جاؤ گے شاید

!مگر مشکل سے نکلو گے

(بے وفائی کی مشکلیں از امجد اسلام امجد)

تیری خطا ہائے سمجھتا جو ستم ہے

اسلام آباد کی کندھے سے کندھا ملاتی عمارتوں کو دیکھو تو صبح کے آٹھ بجے سورج پہاڑوں کے بیچ سے نکل کر سامنے آتا اپنی سنہری ہلکی پھلکی کرنوں کو بکھیرتا انگڑائیاں لے رہا تھا، ایسے میں اسی طرح بلند و بال عمارت کی کھڑکی سے اندر جھانکو تو آفس کا عملہ اپنے کام میں مگن مشینوں کی رفتار سے خود کو ہلکان کرتا نظر آتا، خاموشی کا قہقہہ چارسوں رقص کرتا کسی کو بھی سر اٹھانے کی فرست نہیں دے رہا تھا۔ ایسے میں مین آفس کے دائیں جانب سے شروع ہونے والے کیبنز کی قطار بائیں جانب تک ختم ہو رہی تھی، جہاں ورکرز کمپیوٹر پر مختلف کیز دباتے، فائل کو الٹ، پلٹ، سیٹ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اب دائیں کیبن کی چوتھی نشست پر سیاہ رنگ میں ڈھلی کام ہی میں وہ لڑکی اپنی نشست پر براجمان تھی، جب اس کو ساتھ والے کیبن سے انگلی کی دستک محسوس ہوئی۔ سر کو اٹھا کر دیکھنے لگی

"علیشاء! میری تھوڑی مدد کر سکتی ہو؟" وہ پر امید نظروں سے دیکھنے لگی

"جی؟" آبرو اچکا کر کہا

"پروگرام ایلگوریتھم میں مسئلہ آ رہا ہے!" سکرین کو دیکھ کر الجھن سے بولی

تھیک ہے! کوئی بات نہیں میں دیکھتی ہوں۔"وہ ازلی مسکراتی نگاہوں کا استفسار کر کے"

۔اب انگلیاں کی بورڈ کی کیز پر چلا رہی تھی

۔کیا پرا گرامینگ ٹھیک نہیں ہے؟"پریشانی کی لکیریں اب بھی ماتھے پر تھیں"

۔ہاں بس دو منٹ لگیں گے!"ہمیشہ سے اس کے لیے چٹکیوں میں ہونے والا کام تھا"

۔پتہ ہے پرا گرامینگ میرا پسندیدہ مضمون رہا ہے!"جوش سے بولی "

اوو۔۔!"اس کے ہونٹ گولائی میں مڑے تھے۔"بہت شکریہ مس پردہ!"دائیں آنکھ کو"

۔دبائے اک ادا سے کہا

۔آفس کولیگز میں اس کو یہی نام ملا اور اِسی تاثر میں اس نے یہ کہا تھا

اپ کا شکریہ مس شکوہ!"وہ گھورتے ہوئے مسکراہٹ دبائے اپنے کیبن کی طرف رُخ "

۔موڑتی جبکہ کیبن سے نکلتے قہقہہ کی گونج یہاں تک پہنچ چکی تھی

اف کتنا ہے تاریک گناہگار کا عالم

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

سیکنڈ ٹائم مدرسہ جانے کا تو معمول تھا، وہاں کے آئینہ دار سے لوگ، مخلص مسکراہٹیں،

! شیریں کلامی اور دل کو زندہ رکھنے والا کلام۔۔ واللہ

راستے کا فاصلہ مکمل ہونے میں پندرہ سے بیس منٹ لگتے، سڑک ہجوم کی گھما گھمی کا شکار اور

اسی استثناء میں اکثر وہ اکثر ٹریفک کو دیکھ کر کہیں گم ہو جاتی تھی۔ اب بھی قدموں میں

حرکت تھی؛ لیکن ذہن کہیں دور، کہیں بہت دور سفر کرنا شروع کر چکا تھا اور نجانے کتنوں

برسوں کا سفر تنہا طے کرنا شروع کر دیا تھا۔ یادوں کے بیاباں میں اِک تنہا سا بلبل گنگنا رہا

! تھا؛ لیکن وہ چل رہی تھی شاید چلنا قسمت کا حصّہ تھا یا ابھی سفر باقی تھا مسافر کے لیے

ماحول میں موجود گرمی کو وہ بس نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ انسان کن، کن کاموں میں لگا

۔۔۔ خود کو تھکا رہا ہے

اللہ! ہمارا ایمان تو بہت کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ ہم کمزور انسانوں میں سے ہیں، جو جتنا تیزی"

سے اس کی طرف آتا ہے اتنا ہی اس کی ہاں بلندی پاتا ہے اور جو سست پڑتا ہے اس کا ایمان

کمزور ہونے لگتا ہے !، پھر ہم تیری طرف آنے میں غافل کیوں ہوتے ہیں، ہمیں تو نے راستہ بتایا ہے، منزل بتائی ہے، مشکلات کا بتایا ہے، دشمن کے بارے میں سمجھایا ہے، اعلیٰ، ارفع، ادنیٰ، حقیر، فقیر، کیا نہیں سمجھایا، پھر بھی ہم غافل کیوں ہو جاتے ہیں؟" وہ حسرت بھری ۔بھوری آنکھیں سے نیلے آسمان کے اس پار رب سے فریاد کر رہی تھی

"دنیا کی چکا چوند ہمیں اپنی طرف اتنی تیزی سے کیوں کھینچتی ہے؟ ہم دین پر چلنے کے باوجود ہم دنیا کی طرف کیوں مائل ہو جاتے ہیں؟ اعلیٰ معیار کو جان کر ادنیٰ کی طرف گردن کیوں جھکا دیتے ہیں؟ مالک کیوں ہمیں خود سے دور ہوتے دیکھ کر بازو سے نہیں کھینچتا؟ ہم تیرے بندے، تجھ سے محبت کے دعوے کرنے والے کیوں ہمیں تنہا ہونے دیتا ہے؟" وہ اب بھی ۔سوالوں کا گچھا لیے سڑک عبور کرتی گئی

اس بات سے انجان کے دل میں خیال بھی رب ہی ڈالتا ہے، آنکھوں میں حیاء بھی رب ہی ڈالتا ہے، بے صبری سے صبر کا سفر بھی رب ہی کراتا ہے، دعا کی امید بھی، توفیق بھی وہی دیتا ہے، اچانک کی بے وجہ خوشی بھی تو ہی دیتا ہے، دوسروں کے عیب سے لاپرواہ کر کے اپنے

عیب دکھانے کا سفر بھی رب ہی کراتا ہے، پھر کیسے بندے کی گوش گزارش اس کے ہاں سنی ناجائے؟" حقیقت تو یہ ہے کہ بندے کو غم میں صرف اپنا آپ ہی مظلوم لگتا ہے۔۔۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

سورج اپنی نرالی چال چلتا اب بھی دھوپ کو انگ انگ بکھیر چکا تھا۔ آنکھوں کو چندھیا دینے والے گرمی میں مسٹر نے سن گلاسز لگا رکھی تھیں۔ وہ اب اپنی بی۔ڈبلیو سے باہر آتا، سپاٹ سے چہرے پہ رقص کرتا دبا دبا ساغصّہ لیے، قدموں میں روانگی بسار کھی تھی، ری سیپشن پہ اپنے بارے میں بتا کر وہ سیدھا میٹنگ روم میں داخل ہوتا، سربراہی کرسی پہ فاروقی صاحب، دائیں جانب سفیان فاروقی اور بائیں جانب کی نشست خالی پڑی تھی۔ وہ سر کے خم سے حضراتِ نشست کو سلام کا جواب دیتا براجمان ہو چکا تھا۔

میٹنگ اب بھی پراجیکٹس پہ معمول کے مطابق شروع ہو چکی تھی۔ لگ بھگ دو گھنٹے کے بعد اختتام ہوا۔ فاروقی صاحب بیٹے کے رنگ ڈھنگ غور سے دیکھتے رہے لیکن خاموش رہے

یہ سوچ کر کہ شاید یہ سب نیا ہے اور اسے وقت لگے گا۔سب آہستہ آہستہ کمرے سے نکل گئے حتٰی کہ کمرہ خاموش ہو گیا۔وہ اب بھی اسی کمرے کے خدوخال کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ تھا جو اس کے ذہن میں مسلسل چل رہا تھا اور وہ تھا کہ اپنے ہی خول میں چھا جانے والا مرد، جو بولتا ہے پھر دنیا سنتی ہے اور جب خاموش پھر سنسنی رہتی ہے کہ خاموشی کی وجہ کیا ہے۔وہ میٹنگ روم سے نکل کر اپنے کمرے میں ابھی داخل ہوا تھا اور فائلوں پہ نظر دہرا ہی رہا تھا کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔دستک دینے والے سفیان سامنے کھڑا تھا

۔چلو لنچ آج ساتھ کرتے ہیں؟"چ وہ کہہ کر اب اسے دیکھنے لگا"

.ہمم۔۔"وہ بس سر ہلاتا چابی اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا تھا"

۔دونوں کی چال میں توازن برقرار رہا؛جبکہ عمر میں دو سال کا فرق تھا

۔کیوں پریشان ہو؟"ریسٹورنٹ میں جگہ پر بیٹھتے ہی سوال داغا گیا"

۔نہیں ہوں!"دوسری جانب سے کھر دراسا جواب ملا"

۔زرا میری آنکھوں میں دیکھو اور بتاؤ، نہیں ہو؟"پھر سے سوال دھرایا"

.بالکل نہیں ہوں!"نظریں بدستور کھانے پر جھکیں"

۔آگے کے کیاارادے ہیں؟"نیا سوال کیا گیا"

۔میرا ارادہ امریکہ جانے کا ہے بس!"حکم سنایا "

۔اور یہ ارادہ کب سے فرمایا جناب نے؟"نروٹھے انداز میں پوچھا"

مکمل،آج آفس آنے سے بیس منٹ پہلے بس!"کانٹے سا نوالہ کاٹتے اب منہ میں ڈالتے "

۔تسلی بخش انداز میں کہا

۔ہممم۔۔۔۔ٹھیک ہے"وہ خاموش ہو گیا اور کوئی تھا جو خاموش ہی تو نہیں ہوا تھا"

ہر اک مصیبت کی تہہ میں چھپی رہتی ہے راحت بھی

شہر کے درودیوار سے فاصلے پر کالونیاں حد نگاہ میں آنا شروع کر دیتی تھیں،ہوا کے نرم و گرم جھونکے شرمیلی شام کو خیر آباد کہتے سرمیلی رات کا استقبال کرتے،چاند کی چاندنی کو چار سوں

لیے چکر کاٹتے، اسی کالونی کے رہائش پزیر گھروں میں سے دائیں جانب گھر کے کونے میں موجود پانچ انچ کے پلاٹ پہ دو منزلہ یہ گھر آباد تھا، ایک کمرے کے پردے گلی کی کھڑکی سے باہر کو جھانکتے اور کمرے میں موجود روشنی بھی آوازوں کو باہر دھکیلتی، اندر موجود دونوں نفوس کو یکسر اس سے انجان رکھنے میں کامیاب رہی، وہ دونوں تو اپنی ہی دنیا کی گویا اعلیٰ ترجیح بنے بیٹھے تھے.

"اب۔۔اب تم مجھے اس بات پہ ڈانٹو گے تامل !"دکھ سے صدمہ کی حد پہ بات گئی۔

"میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ بالکل خاموش رہو؛ لیکن جب بولتی ہو تو سوچ سمجھ کر بولا کرو، عینی!"درشت لہجے میں بولو گیا۔

"میری غلطی صرف یہ ہے کہ میں نے ان سے یہ پوچھا کہ لڑکا پانچ وقت کا نمازی ہے یا نہیں؟"رسان سے بتایا۔

"ہاں! یہی تو۔۔۔ تمہاری یہی غلطی ہے! تم خود بتاؤ مجھے، آج کل اچھے رشتے کہاں ملتے ہیں؟ اب جب کوئی رشتہ آ ہی گیا تھا میری بہن کے لیے، تو تمہیں کیا آفت پڑی تھی جو یہ بولا تم نے؟"چیخ کر کہا۔

"ہم مسلمان ہیں تامل! ہمیں دیکھنا چاہیے ہم جہاں اپنے بہن، بھائیوں کی شادی کر رہے ہیں آیا وہ مسلمان ہے بھی یا بس نامی گرامی میم، سین، لام، میم، الف، نون! تم تو۔۔۔تم تو خود حافظِ قرآن ہو پھر کیوں تم بس ان لوگوں کے پیسے سے متاثر ہو کر ان کو اپنی بہن سونپنا چاہتے ہو؟"سوال تھا جو دکھ سے کیا۔

"ایک بات میری یاد رکھو کان کھول کر! میں اس کی (بہن کی) شادی کسی اچھی جگہ کرنا چاہتا ہوں۔دوسری بات میرے پاس سب میری محنت سے ہے، کسی کو زبردستی نہیں؛ لیکن میں راتوں کو جاگا اور پڑھا، اس دین کو پھیلا بھی میں رہا ہوں۔تم ایک جاہل عورت ہو جا کر پہلے اپنا چہرہ دیکھو پھر آنا مجھ سے بحث کرنے؛ بلکہ نہیں! تم زرا جا کر اپنے گھر آرام کرو!"پوری سوچ بچار سے بولا۔

"تم۔۔۔تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے، میں تمہاری بیوی ہوں، تین سال ہو گئے ہیں اس شادی کو اور اب۔۔۔اب تم مجھے چھوڑنے کی باتیں کرتے ہو۔میں دکھ میں تمہارا سایہ بنی، تپتی ہوئی گرمی میں چھاؤں بنی، روتے ہوئے چہرے کے لیے کندھا بنی رہی، ہمت ہار

جانے پر تمہارے لیے۔۔۔ صرف تمہارے لیے حوصلے کی چٹان بنی رہی اور تم آج مجھے یہ کہہ رہے ہو، تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" آنسوؤں نے ہلک تک بسیرا کیا.

مجھے کام ہے یہ سوئی چھ تک آئے" گھڑی اس وقت پانچ کے ہندسے سے سرک رہی تھی" ۔ہاتھ سے انگلیاں کھولے پنجہ دیکھایا" تو تم تیار نظر آؤ مجھے!" لہجہ تحکم آمیز تھا

تامل یہ کیا کہہ رہے ہو! میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ کیسے تم مجھے بیچ راستے میں تنہا چھوڑ" سکتے ہو؟ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔ میں کیسے رہوں گی تمہارے بناء، مجھے تمہارے بغیر رہنے کی عادت نہیں ہے ایسا مت کرو! "

کس نے کہا تھا میرے معاملات میں بولو؟ ایک بار کی بات سمجھ جایا کرو؛ لیکن امی کی طرف" ۔ہو آنا اب!" سر پہ دھماکہ کرتا کمرے سے نکل گیا

وہ نکل گیا لیکن ایک وجود تھا جو کمرے میں جیسے دھے سا گیا تھا، اب صبح امی کے گھر جانا ہی تھا، پلنگ سے ٹیک لگائے آنسوؤں میں روانی آچکی تھی اور وہ بس سر جھکائے آنسو بہاتی جا رہی تھی، خاموش آنسو جن کی صدائیں عرش والا سن رہا تھا.

شب تاریک کے دامن سے ہوتی ہے سحر پیدا بھی

باسی رات کے بعد اب سورج نکھرا نکھرا خوبصورت سا روشن آنکھیں جھپکا جھپکا کر دائیں اور بائیں لوگوں کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا، پرندے گھونسلہ چھوڑے خوراک کی تلاش میں ہوا پہ پر پھیلاتے، یوں سورج ہر ایک کی افرا تفری سے محفوظ ہوتا مسلسل مسکرا رہا تھا، ایسے میں ایک صحن میں صبح سویرے ناشتے کی خوشبو نے گویا سحر کر دیا تھا.

۔اماں! سچ میں دیر ہو رہی ہے" مسکراہٹ دبائے کہا"

ٹیپو! زرا صبر ہے؟ آج اتوار ہے اور صبح ہی صبح کہاں کی تیاریاں ہیں؟" فکر مندی سے"

۔پوچھا

اف نائلہ بہن کیا بتاؤں! آج کل کی مصروفیات بہت ہیں۔اب پاکستان آیا ہوں پھر کام تو"

۔نکلیں گیں نا اور بس واپس بھی جلدی ہی جانا ہے۔" وہ بھی باتوں کی دنیا کا رہنے والا تھا

.مجال ہے جو اس لڑکے کو زرا خیال ہو!" کان مرور کر پراٹھا سامنے رکھا"

ماں۔۔۔" خشمگین سی صدا حلق سے برآمد ہوئی تھی۔ "پتہ ہے جب گھر کا کھانا کھاتا ہوں نا اور وہ بھی آپ کے ہاتھوں کا بالکل آپی جیسا ذائقہ آتا ہے!" ایک یاد تھی جس نے ذہن پہ سایہ کیا۔

"مل آنا اس سے ہر بات پہ تمہیں یاد کرتی ہے!"

"مل تو آؤں پھر اس گھر کی بجلی سے بھی ملنا پڑے گا، عجیب نخریلو سے تامل بھائی ہو گئے ہیں۔ بڑے اکھڑے اکھڑے سے۔۔۔" الفاظ زبان پر ہی تھے کہ دروازے پر جانی پہچانی دستک نے متوجہ کیا۔

وہ باتونی سالار کا بولتے بولتے چپ ہوا تھا اور اچھل کر دروازے تک ہوائی جہاز کی رفتار میں پہنچا تھا۔ خوشی تو رگ رگ میں حرکت کرنے لگی تھی۔

"باجی!" پھٹی پھٹی نگاہوں سے چہرہ دمکنے لگا۔

"بس۔۔۔۔" جانتی تھی سوال پر سوال ہونگے اب۔

"کیسی ہیں آپ؟ تامل بھائی نہیں آئے؟" سرمئی آنکھیں خوشی ہوئیں۔

میں ٹھیک بھئی، تم سناؤ کتنے دنوں کے لیے آئے ہو؟اب زرا غائب نہیں ہونا یہیں رہنا"
۔سمجھے !"آنکھوں سے تنبیہ کرتے، بات گھمائی گئی تھی

سبحان اللہ ! مطلب آتے ہی باجی کے باجیوں والے کام،اجازت دیں آج جانا ہے !"
۔"آنکھیں پھاڑ پھاڑ کراب دیکھ رہا تھا

کمرے کی حالت دیکھ لو، یہ اوپر کیا نظر آرہا ہے،اسے انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟"انداز
۔سوچ بچار والا تھا

۔ارے ! مکڑی کا خوبصورت سا گھر۔۔۔۔"ناک سے گویا مکھی اڑائی "

انتہا کی عقل لڑاتی ہے، جسے نا گھر اینٹوں اور دیواروں سے بنانے کی نوبت، نا زمین پر کسی "
۔چیز سے بناتی ہے، کیا شاندار عقل ہے نا اس کی۔۔۔۔"بولنا تو اس کی شان و شوکت تھی

جہاں تک بات ہو مکڑی کے گھر کی تو مانا یہ خوبصورت اور بے انتہا کمزور ہے؛ لیکن یاد رکھیں "
اسی نے دنیا کے عظیم انسان کو بچایا تھا۔مانا اس کا گھر کمزور ترین ہے؛ لیکن یہ دنیا کے لیے
عبرت ہے کہ انسانوں کے گھر حتیٰ کہ ہر شئے کی مثال اسی مکڑی کے جالے جیسی ہے کہ بس

ایک ہوا کا جھونکا ہے اور زندگی کی مشکلات، غم، تکالیف یہاں تک کہ انسانی وجود بس سیکنڈز میں بچ بھی سکتے ہیں اور ختم بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔"

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شئے نہیں میری

ڈائننگ ٹیبل پہ اب سب موجود تھے۔انواع واقسام کے لوازمات نے رونق بحال رہی، وہاں باتوں کی دھن اور خوش کن سے چہرے موجود تھے، سردیاں تھیں اور گرم کھانوں سے اڑتی بھاپ سب کو ہی محفوظ کر رہی تھی اور وہیں بیٹھا ایک گرم و سرد سا شخص ازلی بے رخی سے اکڑوں بیٹھا کھانے کے میز پہ کچھ بھی نہیں کھا رہا تھا اور اس وقت سب نے کھانا شروع کر دیا تھا۔

"ڈیڈ! ہماری کمپنی کے پاکستان میں جتنے پراجیکٹس چل رہے ہیں، ساتھ میں ابراڈ (باہر ممالک) میں بھی کمپنیز ہیں نا؟" سرسری سا سوال کیا گیا

ہاں! شیرازی صاحب سے تو تم مل چکے ہونا؟وہی زیادہ تر وہاں ڈیل کرتے ہیں البتہ سفیان"

ہر ماہ چکر لگاتا رہتا ہے۔ خیریت؟"اب وہ تشویش کا اظہار کر رہے تھے کہ اچانک نام دار کو یہ

۔خیال کب سے آیا

ہمم۔۔۔اس کو ڈیل اب میں کروں گا!"سکون سے اعلان کیا گیا تھا جیسے جواب بھی پُر "

۔(سکون ہو گا)ہونہہ

بالکل نہیں! تم یہیں رہو گے اور اب فروا کی پہلی سالگرہ پہ تمہاری اور شزا کی منگنی کا اعلان "

۔بھی میں وہاں کروں گا!" کھانا دونوں جانب اب رک گیا

۔مجھے شزا سے بالکل بھی شادی نہیں کرنی!"دونوں ہاتھوں کو ملا کر کہا"

۔اور تم ہی کرو گے۔۔۔"وہ تھے تو مسٹر فاروقی ہی"

۔اور میں ہی نہیں کروں گا!"وہ تھا پھر مزمل فاروقی ہی "

تم بہترین چیز کو ٹھوکر مار رہے ہو، یہ چانس بار بار نہیں ملا کرتے، سوچ لو پھر سے۔۔" "

۔آنکھوں میں دیکھ کر بولا

آپ لوگوں کو بتاناتھا، میں آج رات ہی نکل رہاہوں دیٹس اِٹ۔۔"نگاہیں ہنوزیوں ہی " جمی رہیں۔

اچھا۔۔!"وہ نیپ کن کو سائیڈ پہ رکھے بس اسے ہی دیکھتے رہے "۔

تین بجے میری فلائٹ ہے۔"وہ کہتااُٹھ گیا "۔

خداحافظ !"ڈائننگ حال میں اب پھر سے خاموشی چھاگئی "۔

یہ بھی کہنے کی ضرورت نہیں، آرام سے جاؤ!"طنزیہ کہا "۔

ہمم۔۔۔۔"گردن گھمائے بغیر بڑبڑایا "۔

وہ کچھ کہنے لگے تھے کہ سفیان نے ہاتھ اپنے باپ کے ہاتھ پہ رکھ دیا؛ کیونکہ وہ فیصلہ کرچکا تھا، پھر وہ جو کہتا کر کے ہی دیکھاتا ہے اور سفیان جانتا تھا ابھی اس کو سمجھانا صرف اور صرف سر دیوار سے مارنے کے مترادف!

وہ کھانے سے جاچکا تھا اور پیچھے دباد باساغصّہ سفیان کو بھی تھا؛ لیکن وہ ضبط کرتا باپ کو سمجھا چکا تھا۔

کھانے کے بعد وہ اور مسٹر فاروقی سٹڈی روم میں تھے۔ جہاں اکثر باتوں پر بحث و تکرار ہوا کرتی تھی۔

"یہ کیا حال بنار کھا ہے اس نے سفیان؟ اس طرح تو یہ اور ہی بگڑ جائے گا۔ مجھے اس کی فکر ہونے لگی ہے!" وہ اب واقعی پریشان ہو رہے تھے۔

"ڈیڈ پریشان مت ہوں! یہ صرف ابھی شزا سے شادی کے متعلق جان چھڑانا چاہتا ہے اور ابھی یہ چھوٹا ہے۔ ہم ہیں نا دیکھتے ہیں نواب صاحب کیا کرتے ہیں اور کب تک کرتے ہیں! " وہ تحمل سے فکر مندی کو بٹانا چاہتا تھا۔

"لیکن تم جانتے ہو شزا ملک کی اس سے شادی پر ہمیں کتنا فائدہ ہو گا اور یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی!" وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوئے۔

"ڈیڈ! نہ ہی یہ اس کی پہلی ضد ہے اور نہ ہی اس کی ضدوں میں کبھی فائدے کا سودا ہوا ہے۔ اس لیے کر لے اپنی من مانی آخر کب تک کرے گا؟" وہ تھا تو سفیان ہی جو باپ کو منانا جانتا تھا۔

"ہاں! لیکن نظر رکھو، مجھے اس کا دھیان بزنس سے نکلتا نظر آرہا ہے اور کوئی بات ہے تو مجھے بتا دو!" وہ غور سے سامنے کھڑے بیٹے کو دیکھتے بولے تھے۔

"نہیں اور کوئی بات نہیں آپ جائیں آرام کریں، باقی میں ہوں نا!" وہ مسکراتا ہوا کہہ کر باپ کو مطمئن کر چکا تھا۔

"میں باپ ہوں تم دونوں کا، دیکھتا ہوں کب تک چھپاتے ہو، ایک غائب ہو رہا ہے اور دوسرا غائب کرنے میں مددگار، لیکن یہ عمر میں نے گھر میں بیٹھے نہیں گزاری رنگ رنگ کے لوگوں سے ملا ہوں جانتا ہوں! "

"ڈیڈ آسمان اور زمین کا جوڑ ہے، دونوں ساتھ ہیں؛ لیکن دونوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے، ہم انسان ہیں! صدا ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گے اور ہم بھی کہیں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود بہت دور ہو چکے ہیں، جیسے زمین و آسمان!" کہیں کھویا ہوا بول رہا تھا۔

"سفیان خود کو زندہ رکھنا ہے۔ تو کام سے ہاتھ نہیں چھڑایا جا سکتا، ہم بس سب چھوڑ دینگے تو کیسے چلے گا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم جتنی مرضی کوشش کرلیں، جتنا مرضی ہاتھ پیر ہلالیں؛ لیکن مکڑی اپنے محل کو جتنا مرضی سجالے، اس کا جال کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، ہوتا کمزور جالا ہی ہے۔ جب بنانے والے نے تیار کرنے کی توفیق نہ دی ہو تو سب بے سود ہے، جب تک اللہ اس کا رُخ، اس کا دل، اس کی توجہ، اس کو توفیق نہ دے کچھ نہیں ہو سکتا اور اس کی توفیق کے بغیر ہم عاجز ہیں ۔۔۔۔۔"وہ جیسے بہت دن بعد پرانا سفیان بنا تھا

!بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد

فرشتہ بھی ہو جائے تو اس سے بدگمان رہنا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کلاس میں داخل ہو کر وہ اپنا لائٹ گرے شیٹ والا قرآن مجید کھولتی، ہائی لائیٹر پکڑتی اب ۔چاک و چوبند سی سبق کو سنتی غرض ہر شئے سے بیگانہ ہو چکی تھی

آج ہم سورت العنکبوت کا آغاز کریں گے۔اس سے پچھلی سورت قصص میں امت محمدیہ "
ﷺ کی کامیابی کا جو وعدہ کیا گیا ہے۔وہ جہاد اور ہجرت سے پورا ہوگا؛چونکہ بنی اسرائیل کی
آزادی کے جذبات لمبی مدت غلامی کے طوق کی وجہ سے مردہ ہوگئے تھے،اس لئے ان کی
کامیابی تو غیبی طاقت سے ہوئی،اور امت محمدیہ ﷺ کے لیے وہ بات نہیں؛بلکہ بظاہر قوت
بازو اور مدد الٰہی سے کامیابی ہوگی۔"وہ بولتے ہوئے سنجیدگی سے ایک نگاہ کمرے میں موجود
نفوس کو دیکھتی رہیں۔جو ہنوز اپنی اپنی کتابوں پر جھکے، مسلسل قلم سے کچھ ہائی لائٹ
۔کرتے اور کچھ اپنے رجسٹر پر سفید لکیری کو سیاہی کی نظر کرنے میں مشغول تھے
۔پہلی آیت سے آغاز ہو چکا تھا

1.الم.

کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں.2
؟ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے

ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں .3
اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔

ہم جب ان آیات پر تدبر کرتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے الم، یٰسین، حم،۔۔۔ یہ سب وہ الفاظ ہیں کہ جن کے معنی اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔ یہ الفاظ حروف مقطعات کہلاتے ہیں اور امت کو اس پر مطلع نہیں کیا گیا، نہ اس کی کھوج میں پڑنے کا کہا گیا۔ اس لیے یہ جس طرح نازل ہوئے ہیں، ان کو اسی طرح جُدا جُدا کر کے ہی پڑھا جائے گا، ملایا نہیں جائے گا۔

بات ہو دوسری آیت کی تو یہاں بات قولی نہیں، فعلی ایمان کی ہو رہی ہے۔ جو کہ ہم نماز میں تشہد میں جس طرح پڑھتے ہیں:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِینَ اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ۔

میری) تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ (کی رحمت اور اس کی برکات ہوں، ہم پر اور اللہ کے (دیگر) نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(897 بخاری 835،831، مسلم)

ادھر بات ہوتی ہے اسی فعلی ایمان کی، یعنی صرف زبان سے نہیں کہنا، وقت پڑنے پر صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔ بالکل ایسا صبر جیسے چٹان پہ کتنی ہی تیز ہوائیں ٹکرا جائیں، کبھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتی۔ وہ چٹان سردی، گرمی ہر قسم کے موسم میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑی رہتی ہے۔ سمندر کی جوش سے بھرپور لہروں کو پُر عزم انداز میں برداشت کرتے رہنا، بالکل اسی طرح جب آپ کے ایمان کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ تو اللہ چاہتے ہیں جیسے آپ بولتے ہوئے کلمہ پڑھ لیتے ہیں ایسے ہی مشکل میں کریں گے یا بس منہ بولا رہنا!" وہ دم سادھے سنتی رہی اور

قلم ڈھیروں لفظوں کو کاغذ میں قید کرتا رہا۔وہ جیسے ٹرانس کی سی کیفیت میں ہر شئے سے بے خبر بس لکھنے کی دھن میں بیٹھی اپنا رخ خاص کیے ہوئے تھی۔روشنائی ناجانے کتنے ساتھیوں کی اس وقت لفظوں کو قید کرنے کی مشق کر رہی تھی۔ایک زبان اور ایک شخص کے نکلے الفاظ اس وقت کمرے کے در و دیوار کو دیکھتے سید ھا صاف شفاف صفحات پہ جذب ہوتے جارہے تھے۔ان لوگوں میں عجیب سی حرص تھی،جب بھی سیرت پہ بات ہو،تدبر پہ بات ہو وہ مسکراتے چہرے،ہیروں کو جیسے قلمبند کرتے جاتے تھے اور اب بھی بازو سے لگا ۔بازو اسی رفتار پر سر جھکائے قلم کو حرکت دیتا نظر آرہا تھا

؟کیا واقعی نور کی محفل میں چہرے حالِ دل بیان کرتے ہیں"

کیا واقعی یہ کتاب مرہموں کی کتاب ہے؟"اس کے ذہن میں وہ سب اشکال جو راستے میں بیٹھ گئے تھے جیسے اب ہٹتے جارہے تھے۔ہر لمحہ بعد جو شیطان اس کو ورغلاتا قرآن کی برکت ۔سے ایک بار پھر مرہم ملا تھا

پیارے اللہ مجھے کامیابی صرف آپ کی توفیق سے مل سکتی ہے آپ کے سامنے،میرا ایمان " کیسا ہے آپ جانتے ہیں نا؟تو مجھے بار بار حوصلہ دیا کریں۔جب،جب میں گرنے لگوں مجھے

سنبھال لینا۔ میرے پاس آپ سب مخلصوں میں سے انتہا درجے کے مخلص مقام پر فائز ہیں اور اس سے کہیں بہت نیچے لوگوں کی لسٹ ہے ورنہ کہاں آپ اور کہاں یہ بندہِ عاصی؟" وہ نگاہوں کو صرف قرآن پہ جمائے کتنا کچھ دل کے ہاتھوں رب کو بتایا کرتی تھی۔۔اور اب کانوں نے پھر رب کے کلام کو سننا شروع کر دیا تھا اور وہ واپس کلاس میں موجود تھی!

تیسری آیت میں ہمارے صلف صالحین کا ذکر ہے جنہوں نے ہم سے پہلے بے شمار تکالیف" کا سامنا کیا۔اول تسلی دی ہمارے نبی کریم ﷺ کو، پھر صحابہ کرامؓ کو اور پھر پوری امت کے ان لوگوں کو جو دین کی طرف بڑھتے ہیں کہ جو بھی کر لو مشکل آئے گی کیونکہ تم سے پہلے بھی بہت سوں نے مشکلیں دیکھیں ہیں تو گھبرانا نہیں!

مشکلات میں دیکھا جائے تو ہمارے لیے ہمارے نبی کریم ﷺ مشعلِ راہ ہیں۔ جو طائف کی تکالیف برداشت کر گئے مگر بددعا نہیں کی حالانکہ دل تو زخموں سے چھلا جاتا تھا، خود مکہ والوں نے جب محاصرہ کیا شعب ابی طالب میں تب کس صبر کا مظاہرہ کیا؟ اللہ کی طرف آنا مشکل ہو، راستے سب بند ہوں پھر بھی رب کو پکارتے رہنا۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ

اندھیرے میں رہنے کے باوجود، ہمیں اللہ سے ناامیدی نہیں ہوئی، ابراہیم علیہ السلام کو قوم نے انہیں لقمہ نار بنایا اس لیے کہ وہ فوت ہو جائیں تو آفت ختم!،

اس کے باوجود ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ یہ ان کی آزمائش تھی وہ کہہ سکتے تھے۔ اللہ میں یہ برداشت نہیں کر سکوں گا، اللہ تو مجھے اکیلا کر رہا ہے، اللہ تو نے کہا تھا تو مجھے تنہا نہیں کرے گا پھر بھی تو نے مجھے رسوا کیا، اللہ تو نے مجھے چھوڑ دیا؟ وہ شکوے کر سکتے تھے نا؟ کہہ سکتے تھے۔ میں ہی بچا ہوں اس کے لیے؛ لیکن کیا کیا؟

انہوں نے سر تسلیمِ خم کر دیا، انہوں نے اپنی گردن جھکا لی کہ میرے مالک یہ تیرا فیصلہ ہے تو میں راضی ہوں اور پھر؟۔۔

کیا ہوا؟ کس نے نجات دی، کامیابی کس کا مقدر بنی؟ کیا کیا تھا انہوں نے؟ بس مشکلات کو اللہ کی آزمائش سمجھا اور دل سے اور عمل سے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ کسی ایک سے بھی شکوہ نہیں کیا کہ فلاں نے میرا ساتھ نہیں دیا، فلاں دیکھ رہا تھا میں پریشان تھا؛ لیکن کچھ مدد نہ کی

انہوں نے سب کچھ اللہﷻ پہ قربان کیا حتیٰ کہ اللہﷻ راضی ہو گیا اور ان کے امتحان میں ان کو کامیاب کیا۔ وہ گھبرا سکتے تھے؛ لیکن انہوں نے چونکہ رحمن کو رب مانا اور دل سے اقرار کیا، پھر درد، تکلیف پر لوگوں سے نہیں رب سے کہا۔ ہم کیوں تکالیف کا پہلا شکوہ لوگوں سے کرتے ہیں اور جب کچھ نہیں خود سے ہو پاتا، پھر ہی کیوں اللہﷻ کی طرف بڑھتے ہیں؟ کیا ہم پہلا قدم ہی رب کی طرف بڑھا کر خود کو ہر امتحان کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں کر سکتے؟ اتنا تو کر ہیں نا؟" وہ اب اگلی آیت کو دیکھ رہی تھیں۔ کلاس معمول کے مطابق ابھی تک لکھ رہی تھی کیونکہ کچھ الفاظ کہیں کہیں سے رہ گئے تھے۔۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکمل قصہ تفصیل سے آنے والا ہے اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے زکر کیے جائیں گے، صرف اس لیے کہ آپ وہ واحد نہیں جس کو دین پر چلنے میں کانٹوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؛ بلکہ آپ سے پہلے بیشتر ان کانٹوں سے گزر کر ہی جنت تک پہنچتے رہیں ہیں۔ اس کے باوجود یاد رکھنا جنت مشکلوں سے حاصل ہونے والا لذیذ ترین پھل ہے۔" وہ پُر شفقت انداز میں اب بھی مسکرا کر سمجھانے لگیں گویا ازلی جہاں میں ابدی مسکراہٹ نے رقص بسمل کر لیا ہو۔

"۔۔۔یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔۔۔"

(2966: بخاری شریف)

یہ معجزہ ہے مرا، یا مرے ضمیر کا زہر

چار سال قبل

یونیورسٹی کا نیا سال اپنے آغاز پہ، سورج کی کرنوں نے ہر طرف اپنا آپ دیکھانا شروع کیا، اندھیرے کو خیر آباد کہتی سورج کی کرنیں پھولوں کی خوشبو کو زندہ کرنے لگیں۔ایسے میں کچھ طالب گان آج پہلی باران خوبصورت تیور چڑھاتی یونیورسٹی کو دیکھ رہے تھے۔جو مغرور انداز میں کھڑی آس پاس کی عمارتوں پہ فخر کر رہی تھی، تو کچھ طالب گان حسبِ معمول کلاسز لینے اپنے اپنے بلاک میں جا رہے تھے.علیشاء اور ارم کا آج پہلا ہی دن تھا، سو وہ داخل ہوئیں تو دونوں ہی سیدھا نوٹس بورڈ دیکھ کر کلاسز چیک کرنے لگی تھیں۔دونوں کی کلاسز

ساتھ تھیں؛البتہ ایک کلاس دونوں کی الگ آئی، جس پہ وہ منہ بسورے بس من منا کر ہی رہ گئی۔

"کیاہوا، کیوں یہ پانی کا بلبلہ بجھ گیا؟"وہ جیسے خفی سمجھی تھی۔

"مجھے کیاہونا ہے بس دل چاہ رہاہے دو قطرے پانی کے گھونٹ میں خودکشی کر کے مر جاؤں۔ کون دوستوں کی اتنی دور دور کلاس رکھتا ہے؟"بس رو دینے اولی بے بسی تھی۔

"اب انہیں کیا پتہ علیشاء کی ارم ہے دونوں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ضرور رکھو، ارے بھئی انہیں خواب نہیں آیا ہم دوست ہیں، نا ہی انہیں الہام ہوا کہ بس دونوں کو الگ رکھنا ہے!" دونوں ہاتھوں کو ملاتے گویا خاموش رہنے کا نشان دیا تھا.

"ارم! میری ایک کلاس اِدھر ہے اور تیری اتنی دور. یار! دیکھ نا ایسے تو نہیں ہوتا نا"وہ اب چھوٹے بچے کی طرح دوست کو پھر بھی منا رہی تھی جب کہ جانتی تھی، اب کہاں کلاسز بدل سکتی ہیں۔

"علیشاء سارا ٹائم تو ساتھ ہونگے، ایک کلاس ہی الگ ہے. کیوں پریشان ہوتی ہے۔ میں ہوں نا؟"ماتھے پہ انگلی رکھے سوچتے انداز میں کہا۔

"میرا دل نہیں لگتا ارم، ڈر لگ رہا ہے سچ میں! دیکھو یہاں کو ایجوکیشن ہے، تو تم میرے ساتھ رہنا نا!" لہجہ اب بھی منت زارانہ رہا۔

"ہم کب صدا ساتھ رہیں گے۔ ایک دن ہم نے جدا ہونا ہے اور میری دعا ہے میں تم سے پہلے اس دنیا سے جاؤں۔" خاموشی سے بول کر آگے چلنے لگی۔

"ارم! تم کیوں پہلے، میں کیوں نہیں؟" وہ سوالیہ بھنویں کھڑے کرے پوچھنے لگی۔

"وہ اس لیے کہ میں اپنی چڑیل کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ تمہیں مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی اور ویسے بھی تمہیں پتہ ہے، مجھے بریانی کتنی پسند ہے، تو جب میں مر جاؤں، تو تم بریانی میرے پاس بیٹھ کر کھانا اور ایک چمچ میرے منہ میں بھی ڈالتی جانا۔" اس آخری بات پہ اب دونوں کا ہی قہقہہ بلند ہوا۔

اس بات کا خیال کیے بغیر کے وہ اکیلے یہاں نہیں ہیں، ساتھ میں ہجوم بھی ہے۔ کوریڈوڑ کے بالکل ساتھ کوئی تھا جس نے دو لڑکیوں کو قہقہے کی نظر ہوتے دیکھا۔ ایک نے چادر اور دوسری بے عبایا پہنا ہوا تھا۔ عبایا والی لڑکی بادامی آنکھوں والی سانولی رنگت والی، تیکھے نقوش لیے، آنکھوں میں آئی نمی کو ہٹا رہی تھی، ساتھ میں چلتی چادر والی لڑکی گھنگریالے بالوں

والی، جس کی ایک لٹ مسلسل چہرے کا طواف کرتی، چہرے پہ مسلسل مسکرانے سے ایک گڑھا بناتی دِکھ رہی تھی اور وہ ایک لمحے میں بھی کتنے رنگوں والی لگی تھی اور یوں قہقہے کی آواز پہ اس پی کیپ لڑکے نے دل سے دونوں کی خوشیوں کی دعا کی۔ یہ جانے بنا کہ وہ کبھی اس کی زندگی میں آئے گی یا آکر جائے گی یا کوئی اس کی خوشیوں کو حقیقی نظر دے گا یا وہ متاثر ہو گا اسی عورت سے سب کچھ سوچے بغیر وہ بس کمپیوٹر لیب میں بیٹھا پھر سر جھکا گیا۔

کمپیوٹر میں لکھتے، سمجھتے، سمجھاتے وہ اب کافی تھک چکا تھا، دوستوں کے ہمراہ کیفیٹیریا میں آیا، تھکاوٹ بڑھتی رہی اور وہ مسلسل زچ ہو رہا تھا، شاید نتاشہ واقعی کسی اور ہی خیالوں میں ہونے لگی ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی پچاس ہزار کی شاپنگ کرائی تھی اور اب پھر۔ کچھ تھا جو اسے عجیب ہی کشمکش میں گھیرے ہوئے تھا۔ جس کو وہ چاہ کر بھی چھوڑ نہیں پا رہا تھا۔

"ویسے ہمارے درمیان ایک عدد بزنس بوائے بھی ہے فرینڈز! جو کافی محنت سے اپنے نئے پروجیکٹ کے لیے محنت کر رہے ہیں!" یہ تھا زیاد جو سب کی نظروں کو اس (پی کیپ بوائے) کی جانب مبذول کروا چکا تھا اور وہ سب کی نظروں کی حرارت کو خود پر پڑتے دیکھ کر تیکھا سا مسکرایا تھا اور اب بالکل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

ہاں تو بندہ محنت کرے گا تبھی تو کوئی شکل بنے گی ورنہ باپ کے پیسوں پہ کون عیاشی نہیں" کرتا اور آخر کب تک بندہ بس نکما بنا رہے۔ کبھی تو خود بھی کچھ کرنا پڑے گا!" وہ سب کو بھلانا جانتا تھا۔

آہم! آہم! ویسے کل ہم نے اویس اور نتاشہ کو نائٹ کلب میں لیٹ نائٹ ساتھ دیکھا،" جہاں ہم سب اکٹھے تھے، تم کہاں تھے؟ ان دونوں کی دوستی کافی گہری لگ رہی تھی، جب تک ہم وہاں تھے، ان لوگوں کو ہمیں دیکھنے تک کی بھی زحمت نہیں ہوئی۔" وہ تیوری دینا چاہتے تھے۔

بابا کے کزن نے فیملی ڈنر رکھا تھا، بس وہیں تھا اور نتاشہ۔۔۔ نتاشہ سے اب دوستی ختم کر " رہا ہوں۔" وہ کچھ زیادہ نہیں بول سکا، معذرت کرتا اٹھ گیا۔

قہقہہ بلند ہوا شاید جس بات کا اسے ڈر تھا۔ عین ممکن ہے وہی ہوا تھا۔ وہ دیکھ کر نظر انداز کر چکا تھا صرف اس لیے کہ اویس خرانی ان لڑکوں میں سے تھا جو بس خوبصورتی کو ہی دیکھ کر لڑکیوں پر سب نچھاور کرنا جانتے تھے اور مطلب نکلنے پر پھر اُڑن چھو۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے نتاشہ سے یہ توقع بالکل نہیں تھی اور اب لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ سیدھا کیمسٹری بلاک میں آچکا تھا۔وہ سامنے ہی کوئی کیمیائی عمل پہ غور کرتی،اس شیشے کی بالائی سطح کو ہلاتی،سبز چشموں سے دیکھتی،جس کا یکسر رنگ مختلف ہوتا نظر آیا تھا،کھٹکھٹانے پر وہ مڑی اور سب چیزوں میں سے چشموں کو سفید کوٹ کی جیب میں اڑستی،باہر کی طرف لپکی تھی۔کھلے بال کندھوں سے نیچے گرتے،نیلی آنکھیں،گلابی ٹی شرٹ کے اسیر سیاہ جینز کے ساتھ تھی۔وہ سامنے کھڑا سرخ آنکھوں سے مسلسل گھور رہا تھا۔

"تم مجھے دھوکہ دے رہی ہو؟"سیدھا سوال کیا گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ایسا بالکل نہیں ہے؟"گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"وہی کہہ رہا ہوں جو تم کر رہی ہو،ایسا کچھ نہیں ہے تو ثبوت دو؟"لہجہ دوٹوک تھا۔

"تم شک کر رہے ہو؟"وہ اب بھی شاکی نظروں سے دیکھتی رہی۔

"میری دولت تم نے اڑائی،میرے ساتھ بے وفائی کی،مان لیا؛لیکن میرے ساتھ ہوتے ہوئے اس سے قربتیں؟"غصہ جیسے سر چڑھ کر بولا۔

"کس سے؟"انداز اب بھی انجان سا تھا۔

۔اسی سے جس کے ساتھ نائٹ کلب میں تھی!" نظریں چہرے پہ گاڑھے کہا "

وہ تم سے زیادہ اچھا ہے، سکون سے بات سنتا ہے اور قدر کرتا ہے، ہر وقت نظر نہیں "

۔رکھتا" گویا دھار کر بولا

بول دیا سچ، اب دوبارہ میری زندگی میں مت آنا، دفعہ ہو جاؤ یو چیٹر!" جھاڑ کر کہتا رُخ "

۔مورے جا چکا تھا اور اسی ہجوم کی نظر ہو گیا، جہاں بہت سے سٹوڈنٹس آ اور جا رہے تھے

۔جاؤ اور دوبارہ تم بھی مت آنا!" دل ہی دل میں کہتی واپس آ گئی "

وہ چلتے چلتے اب کھلی سڑک پہ آیا، جہاں سب کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایکزیلیٹر آن کیا اور گاڑی سڑک پہ زن سے دوڑنے لگی۔ دور ایک جگہ گاڑی لمبی

مسافت طے کرتی گئی۔ اسے دکھ ہوا تھا، چیخنا چاہتا تھا، چلانا چاہتا تھا، تکلیف ہوئی تھی یا وہ بتانا چاہتا تھا وہ اسے نہیں کھونا چاہتا، وہ اپنانا چاہتا ہے لیکن اس نے اسے نہیں روکا، نہیں چپ کرایا، وہ پلٹ آیا، کہیں دل دکھی تو نہیں تھا یا شاید یہ پہلا دھوکہ تھا جو اسے خوبصورت دکھنے والے نظاروں نے دیا تھا۔ کتنے ہی پل وہ تنہا بیٹھا رہا، یکسر کسی خیال کے تحت وہ مڑا اور

موبائل فون آن کرنے پر وقت کی دیری کا احساس اور بھائی کے اتنے میسجز اور کالز پہ اب کال ملاتے ہوئے، گاڑی گھر کی طرف گھمادی۔

"بھائی! خیریت آپ کے اتنے میسجز۔۔اور کالز؟" وہ پریشانی سے کال ملا کر اب کہہ رہا تھا۔

"کہاں ہو بھئی؟" دوسری جانب زرا تشویش ہوئی۔

"ٹھیک ہوں بالکل! آپ بتائیں اب۔۔" وہ جیسے خود کاز کر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جلدی آؤ۔۔!" وہ جگہ کا ایڈریس بھیج چکا تھا، سو اب بس پہنچنا تھا۔ وہ زرا پریشان بھی اور حیران بھی کہ آخر ہوا کیا ہے۔

"بھائی۔۔۔" اونچی آواز ھال میں گونجی۔

"ہیپی برتھ ڈے دیئر مزمل۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ڈیئر مزمل فاروقی" وہ جو محتاط سا ہوتا اندر داخل ہوا ہی تھا اپنا ہی نام سن کر لمحہ بھر کو ٹھہرا، دیکھتے ہی دیکھتے حال روشنیوں سے نہا گیا۔ رنگا رنگ روشنیوں کا سماں، دوست، فیملی اور نا جانے کتنے ہی لوگ بولائے گ ئے اور وہ اب سب سے گلے ملتا مبارکباد وصول کر رہا تھا کہ عقب سے کوئی سرگوشی ہوئی، وہ بنا کچھ کہے بغل گیر ہو چکا تھا۔

۔آپ بہت اچھے ہیں بھائی! لیکن میں ڈر گیا تھا۔"وہ خفت سا بولا"

اور نواب آپ اس سے زیادہ برے ہیں کہ موبائل-فون بند، کلاس فیلوز کو پتہ نہیں، نتاشہ" سے لڑائی۔۔اب میں اتنی کالز نہ کرتا، تو کیا کرتا؟"وہ مسلسل گھور رہا تھا۔"جاؤ تبدیل کرلو ۔برتھ ڈے بوائے"وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا، دوسری جانب جا گزرا تھا

جی بھائی!"جوش سے بولا"یوں گیا اور یوں آیا"انگلیوں سے چٹکی بجاتا وہ غائب ہوا۔(آخر " (؟سالگرہ ہو اور فرکی والی تیزی نہ ہو

کچھ ہی دیر میں کیک کٹ ہوا، ہوٹنگ کی گئی، ہر طرف قہقہوں کا سمندر، مشروبات کی بھرمار ،رنگینیوں کا رقص، اور یوں ہی دائیں جانب جھانکو تو وہ لڑکا اب بلیک ڈریس پینٹ میں ملبوس، ہلکی سی شیو میں انہیں دوستوں کے ساتھ بیٹھا محوِ گفتگو تھا۔دل کی اداسی بادلوں نے ۔لے کر کہیں دور چھوڑ دی تھی اور اس وقت وہ چہرہ ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا

چھٹنے لگے سحاب کیوں، اُٹھنے لگے حجاب کیوں

آفس میں وہی معمول کی سرگوشیاں، وہ انہیں کو سنتی اور کبھی جھٹک دیتی، سردی تھی اور موسم بدستور ٹھنڈ برساتا تھا، کمپیوٹر سکرین پہ انگلیاں چلتی رہیں اور وہ ذرا ذرا دیر کے لیے کہیں نا کہیں غائب دماغی کا مظاہرہ کر دیتی، اب بھی کاشف، منیب اور حرا ساتھ ساتھ کیبن والے باتوں کی دنیا میں مگن سے اور وہ اس کو روڈ سا کہہ کر اکثر و بیشتر کلام ترک کر دیتے، وہ بھی مکمل باتوں کو نظرانداز کرنا سیکھ چکی تھی.

وہ سوچتی تھی وہ ان کی باتوں پر دھیان نہ دے؛ لیکن کہیں نا کہیں کان اپنا کام کرنا نہیں چھوڑ پاتے۔

آج آفس میں کچھ نیو ممبرز ہائیر ہوئے ہیں۔ سنا ہے دو لڑکیاں اور چھ لڑکے ہیں" یہ کہنے والا کاشف تھا۔ جو ازلی چشمہ درست کیے اپنی دوربینوں سی نگاہوں سے چاروں اطراف کا جائزہ لیتے بولا۔

ویسے باس بھی نا کیسے، کیسے لوگوں کو ہائیر کر لیتے ہیں۔ نا فیشن سینس، نا تمیز، آئے منہ اٹھایا" اور ٹھک حاضر!" شاید یہ طنز تھا۔ جو درمیان والے کیبن میں موجود پرانی کولیگ کو سب کے

سامنے کیا گیا جو اس وقت سیاہ عبائے کے ساتھ سیاہ ہی حجاب اور دستانوں میں ملبوس، کام میں مصروف سی نظر آرہی تھی گویا کسی نے اس سے کچھ کہا ہی نا ہو۔

یہاں معیار نہیں قابلیت دیکھی جاتی ہے۔ دونوں کام کرو اور باتیں بند کرو!" یہ بولنے والا منیب تھا، جسے زیادہ بولنا ہی زہر لگتا تھا، سو دونوں کو چپ کروایا۔

باجی کا بھائی شاید جلدی جاگ گیا ہے؟" قہقہہ لگاتے کاشف نے حرا کو آنکھوں ہی آنکھوں" میں کچھ اشارہ کیا۔

بات تمیز کے دائرے میں رہ کر طریقے سے کرو، عزت سے کہہ رہا ہوں خود کام نہیں کرنا " تو دوسروں کو تنگ مت کرو!" نظریں کاشف پہ گاڑھے سنجیدگی سے بولا۔

ٹھنڈے ہو جاؤ، بھئی اتنا بھی کیا ہو گیا ہے؟" ماحول میں تناؤ کو دیکھتے حرا بولی "۔

میں تو ٹھیک ہوں اس باجی کے بھائی کو دیکھو کیسے لال ٹماٹر ہو رہا ہے!" دونوں اب منیب کو" ہی دیکھنے لگے۔

بات سرخ، سیاہ اور سفید کی نہیں ہے بات عزت کی ہے۔ لڑکی چاہے تمہاری بہن ہو نا ہو، "
اسے عزت دو، وہ تمہاری بیوی ہو نا ہو اسے عزت دو، عورت ہے ہی پردے کی شئے پھر جو

عورت کو عزت دیتا ہے، وہ عزت دار ہے اور جب کوئی خود عزت دار نہیں پھر وہ عزت کبھی نہیں دیتا، چاہے عورت پھر اس کی بہن ہو یا بیوی۔ وہ بس کام، کام، کام کا رٹا لگاتا ہے۔ مہربانی کرو دوبارہ عزت سے پیش آنا ورنہ زبان نہیں چلے گی!" اب سانس پھول چکا تھا اور وہ بس چپ ہو گیا؛ جبکہ سرخ چہرے پہ اب تک تنفس نارمل نہیں ہوا تھا۔

وہ کچھ کہے بنا اپنی فیورٹ سورت عنکبوت کی آیت کو موبائل فون سے نکال کر دیکھ رہی تھی۔

"4. کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نگہبانی بھی کر رہے ہیں اور وہی ہیں جو انسان کے ساتھ خالص مخلص بھی ہیں۔ زندگی انسان کو صدا آسائشوں، آرائشوں، عیش و عشرت میں رکھنے والی چیز نہیں ہے۔ یہ مکمل امتحان کی جگہ ہے اور امتحان کس چیز کا ہوتا ہے؟ جس کی آپ تیاری کر رہے ہوتے ہیں اور جب اللہ دیکھتے ہیں کہ یہ اس قابل ہے، پھر اس کو اسی امتحان میں ڈال دیا جاتا ہے،

جیسے کوئی بہت خوبصورت ہے تو اس کا امتحان ہے، وہ اپنی خوبصورتی کا غلط استعمال کرتا ہے یا صحیح؟

جو کوئی اللہ کے خوف سے حرام کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاگتا ہے کہ کہیں گناہ نہ ہوں، وہ کامیابی کے راستوں کے مسافر بنتے ہیں۔" اسے اب بھی اپنے زہن میں الفاظ گونجتے محسوس ہو رہے تھے۔" آپ جانتے ہیں اللہﷻ میں ان کو جواب دے سکتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں نا؟ اگر میں بھی یوں ہی بحث کروں گی تو ان میں اور مجھ میں کیا فرق رہے گا؟ مجھے اگر کسی کی کوئی عادت بُری لگی تو اللہﷻ آپ مجھے توفیق دینا کہ میں ایسا نہ کروں، تاکہ لوگ میرے بارے میں ایسی رائے نہ رکھیں اور سب توفیق تو تیری ہی جانب سے ہے۔ پیارے سے اللہ مجھے بُرا لگتا ہے جب لوگ میرے عبایہ کو لے کر باتیں بناتے ہیں، مجھے دقیانوس کہتے ہیں، فیشن سینس ہی نہیں ہے؛ جبکہ اللہ آپ تو کہتے ہیں عقل مند وہ ہے جو ڈر جائے۔ میرے خدا مجھے ڈر ہے اگر میں بے پردہ ہوئی تو میں فتنہ یوسفی بن جاؤں گی، میرے پردے نے تو فتنوں کو روک رکھا ہے۔ میں جو پردہ نا کروں تو صرف تباہی ہو گی گناہ عام ہوں گے، پھر۔۔ پھر کیسے میں تیری مخلوق میں امن دیکھوں گی؟

"؟میرے لیے کیا راہِ فرار بچے گا

جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا ٹھہرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے۔ وہ سب .5 "
۔کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے

اللہ کی ملاقات کا یقین یعنی موت اور ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا کب، کیسے، کس کو اس دنیا سے جانے کا پیغام کس لمحے مل جائے، کب ملک الموت ہمارے قریب سرگوشی کر دے چلو! ذرا بتائیں ہم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ ہمارے پاس کیا ایسے اعمال ہیں کہ ہم سکون سے اپنی زندگی میں مگن رہیں اور آخرت سے غافل! اللہ کہہ رہے ہیں۔ وہ وقت یقیناً آنے والا ہے پھر کیا یوں بنتا ہے کہ آخرت کی سوچ ذہن سے نکال دیں۔ ایک بات یاد رکھیں آپ جو بھی عمل کریں گے۔ سوچیں اس میں اللہ آپ سے کس طرح کا رویہ چاہتے ہیں اور آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ ویسے ہی کر رہے ہیں، جیسے اللہ چاہتے ہیں؟ اس طرح آپ کو سمجھ آنے لگے گا، آپ کیسے ہیں اور کس طرح خود کو اللہ کے راستے پہ لانا ہے۔" وہ آواز ذہن میں ایک ترنم لیے گونج رہی تھی۔ "اللہ میں یقین رکھتی ہوں تجھ سے ملنے کا؛ لیکن میرے گناہ

بہت زیادہ ہیں۔ مجھ سے دیکھنے میں تو نیک عمل تو پھر بھی ہو ہی جاتا ہے لیکن یہ دل بہت برے برے خیالات لاتا ہے۔مالک میری مدد کر. میں ان لوگوں میں سے ہوں جو دن میں نیک رات کو روتے ہیں،رات میں صالح تو دن میں پچھتاتے ہیں، عمل کرتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں، کچھ دنوں تک روٹین درست رہتی ہے پھر کہیں اتنا الجھنیں مل جاتی ہیں۔ پورے دن کی روٹین پانی میں پانی کی طرح گھل کر مجھ سے جدا ہو جاتی ہے۔اس سب کے باوجود میں تیرے اس وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔جب بہار آجائے گی اور خزاں روانہ ہو گئی، میں منتظر ہوں مولا!، میں منتظر ہوں!۔"خود سے ہم کلام وہ زیرِلب دعا گو ہوئی

اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام .6"
"۔جہان والوں سے بے نیاز ہے

اب نئی آیت نے اس کو مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔کتنا قریب ہے۔اس کا رب جو بار بار تنگ راستوں پہ چراغ روشن کر دیتا ہے۔کمزور سی جان کے دل میں کیسی کیسی باتیں لا رہا تھا۔وہ

جب حوصلہ ہار رہی ہوتی اسے ہمت کے پیغام دیتا ہے۔مانا میں دس بٹا دس نہیں ہوں پھر بھی میری کوئی تو عادت قبول کر اسی کے بدلے مجھے اپنے دربار عالی میں قبول کر اور پورا کا پورا قبول کر، میں کسی دنیا کے بادشاہ سے نہیں، دل کی خیانت کو پکڑنے والے، پیار سے سمجھانے والے راز دار سے مخاطب ہوں مجھ پہ وہ عنایتیں کر کہ میں خاص ہو جاؤں، تیری خاص بندی، خاص ترین، میری کوششیں تیرے لیے ہوں، میرے عمل تیرے لیے، میری امیدیں صرف تجھ سے، میرا سارا خوف تجھ سے ہو، دنیا کے نفع نقصان میں مبتلا کر کے اس دنیا کا اسیر نا کریں، میں تجھ سے دنیا اور آخرت دونوں کا نفع مانگتی ہوں اور دنیا و آخرت دونوں کے خسارے سے پناہ مانگتی ہوں، عطا کر ایسی بندگی کا سلیقہ کے میری زندگی مجھے حسین لگے، وہ جہنم سے بچنے کے لیے ہی تو کر رہی تھی آخر روز قیامت کام ہی اِس (نیک اعمال) نے آنا ہے۔دن اور رات میں انسان کتنے عمل کرتا ہے، کیسے کرتا ہے؛ لیکن کیا سب ہی قبولیت کا درجہ پاتے ہیں، اللہ میں تو تیری گناہگار بندی ہوں، کمزور سی مسافرہ ہوں، دلِ غمگیں تیرے پاس لائی ہوں، میرے دل کو شفاء عنایت کر، چھوٹی سے بھی چھوٹی کوشش کرنے والی بندی کو خالص کر دے۔۔۔"دل سے پکارتی وہ آنکھوں میں ڈھیروں خواب لیے جیسے حقیقت کو جینا چاہتی تھی۔

لٹنے لگا ہے میرا غم، گھٹنے لگا ہے مرا دم

صبح باسی ہوئی دوپہر میں اور دوپہر گزر آئی جا منی شام میں، گھر خاموشی کی گونج سے راضی، مغرب کی ازانوں نے چار سوں ماحول میں اشتعال پھیلایا، گھر میں داخل ہوتے ہی چیزیں پلنگ پہ رکھے، عبایہ اتارے، نقاب ہٹا کر وہ جیسے پلنگ پر گر گئی ہو۔

"کتنی تھکا دینے والی ہے یہ دنیا!" آنکھیں بند کیے بولی۔

"علیشاء! بابا کی طبعیت بگڑ رہی ہے، وہ آج کل بہت زیادہ چیختے، چلاتے اور شور مچاتے ہیں۔" وہ قدرے فکر مندی سے کہہ رہی تھیں۔

"جی میں کچھ کرتی ہوں!" دو لفظی جملہ کہ کر وہ دور کر وضو کرنے نماز کے لیے گئی۔

"میری بات پہ غور کرو بیٹا، دیر کرنے میں نقصان ہے!" لہجے میں اضطراب ٹھہرا۔

"بس نماز پڑھ لوں، پھر آتی ہوں، ان کے لیے نیا ڈاکٹر دیکھتے ہیں اور چیک اپ کرواتے ہیں۔" تھکاوٹ زدہ کندھے جیسے گر سے گئے۔

"اب آنے والے ہیں شور مچانے، دوائی ختم ہو چکی ہے۔ کیا کریں گے؟" انہماک سے کہا۔

"ماں جس مالک نے زندگی دی ہے، موت بھی اسی کے پاس ہے۔ صبح بتاتی دوا لے آتی، اب ارسلان کو میسج کر دیا ہے۔" پانی کی بوندیں اب بھی چہرے سے ٹپک رہی تھیں۔

"ایسا کرو تم نماز پڑھو، میں اس کو تمہارے موبائل-فون سے کال کرتی ہوں!" وہ کال ملا کر، موبائل-فون ماں کو تھماتی، مصلیٰ بچھانے لگی۔

نماز کے لیے نیت باندھتی، ذہن کو چپ کرواتی، وہ رب کے حضور حاضر ہو گئی۔ چہرے پہ تمکنت اور دل شکر کرنے لگا کہ کوئی ہے جو سنتا ہے، کوئی ہے جس کے دربار میں سکون ہے، کوئی ہے جو توجہ دیتا ہے۔ اب وہ پہلی رکعت میں کھڑی ہوئی خدائے وحدہ لاشریک کی تسبیح بیان کرنے لگی:

Clubb of Quality Content

سبحنک اللھم وبحمدک۔۔۔۔"ماحول تشنگی کی آوازوں سے گونجتا، ہلچل مچانے کو"

بے تاب جاگا تھا، گھر میں جھانک تو آواز اسی کے عقب سے جاری رہی، وہ نماز میں تھی اور

۔اس لمحے نماز ختم نہیں ہوئی سو وہ باہر نہیں آئی

۔کہاں ہو تم منحوس عورتیں؟میرے گھر کو تباہ کر دیا ہے؟"وہ غصے سے غرا رہے تھے "

۔الحمدللہ رب العالمین۔۔۔"سینے پہ ہاتھ رکھے، وہ سورت فاتحہ کا ورد کرنے لگی"

تمام تعریفیں اسی رب کے لیے جو مالک ہے تمام جہانوں کا، جو مالک ہے ملکوں کے ملک کا، جو مالک ہے بادشاہوں کے بادشاہ کا، جو مالک ہے مالکوں کے مالک کا، آخر اسی کی تو تعریف ہو گی ہر زبان سے، ہر حال میں، ہر قسم کے اوقات میں، کیوں کسی بھی وجہ سے اس سے منہ موڑا جائے؟

دفعہ ہو جاؤ منحوس عورت ہو تم، نکل جاؤ میرے گھر سے!"وہ ڈانٹ نہیں، حکم تھا، جو وہ"

۔دے چکے

۔قل ھواللہ احد۔۔۔"زبان اب اقرار کر رہی تھی"

Clubb of Quality Content

کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اس کی مثل محبت میں کوئی نہیں ہے، اس کی مثل انتقام لینا کوئی نہیں جانتا، جو اس کے ساتھ ہے وہ اس کا دوست ہے اور جو اس کے دوستوں کو تکلیف دے پھر وہ قہار ہے، وہ جبار ہے، سب سے بڑا متکبر کوئی نہیں، زمین و آسمان اس کی مثال دینے سے عاجز!

" میری بچی تمہارا علاج کروا رہے ہیں اور تم مجھے ہی باتیں سنا رہے ہو، میرے بچے اپنی تنخواہیں تمہارے۔۔ صرف تمہارے علاج کے لیے لگا رہے ہیں اور تم۔۔۔ تم بڑھاپے میں اب یہ رنگ دھنگ دکھاؤ گے؟" تکلیف زدہ آواز قدرے بلندی سے نکلی۔

" تم۔۔۔ تم نکلو میرے گھر سے!" وہ ہاتھ پکڑے کھینچ کر نکالنے لگے۔

" سبحان ربی العظیم۔۔۔" دونوں ہاتھ اب گھٹنوں پہ رکھے۔

مالک تو عظیم ہے، عظیم ترین ہے، ہر شئے سے عظیم، جاہ و جلال میں عظمت والا، مسائل مشکلات میں عظیم الشان حکمت والا، ہر انداز میں بہترین، حل نکالنا تو جانتا ہے، سکھ دینا تو جانتا ہے، دکھ سے نجات دینا تو جانتا ہے تو عظیم تر ہے مولا!۔

نکلو تم بھی!" وہ اپنی بیٹی کو کہنے لگے۔جو نماز میں تھی مگر اس نے نماز نہیں توڑی وہ پڑھتی "

رہی، وہ نہیں ہلی، وہ نہیں ہٹی، اس نے نہیں رکنا تھا، کیسے وہ رب سے کلام کرتے ہوئے بولنا

چھوڑ سکتی تھی۔اس نے تو رب کو کسی کا ہمسر نہیں سمجھا، تن تنہا اسی کی ہر دم تعریف بیان

!کرتی رہی اور وہ کرے گی آخری دم تک کرتی رہے گی چاہے دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے

یہ تم غلط کر رہے ہو، میری بیٹی کو کچھ مت کہو، اسے چھوڑ دو! تمہاری لڑائی مجھ سے ہے "

میری بیٹی کو کچھ مت کہو۔۔۔" دروازے کے اس پار وہ اب بھی اپنی بیٹی کے لیے مسلسل پکار

۔رہی تھیں، اپنی ذات کو فراموش کیے

۔دروازہ خود کھولیں گے یا میں کروں پولیس کو کال؟" ماں کو دیکھ کر کوئی ضبط سے کہنے لگا"

۔سمع اللہ لمن حمد۔۔۔" رکوع سے اٹھ کر زبان اب بھی رب سے گزارش کرنے لگی "

اللہ نے سن لی، سات آسمانوں کے پار رب نے سن لی، دل کے قریب کی گئی سرگوشی سن لی،

اس نے وہ تسبیح سن لی جو بندے نے بیان کی، جو درد و الم میں بیان کی رب نے سن لی، دلوں

۔کے رازوں کی سرگوشی سن لی، ہاں بہت سے پردوں کے پار کی سرگوشی سن لی

کیا واقعی وہ اتنے قریب سے سنتا ہے؟ وہ، وہ کتنا مہربان، شفقت سے پُر، تنہا کو سہارا دینے والا، بے سہارا کو کندھا دینے والا، کتنا رحیم ہے جو خاموش لبوں کی روداد سنتا ہے۔

"مطلب میں پولیس کو کال کروں؟" انہماک سے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

"کنڈی کھلی، قدموں کی چاپ اور خاموشی؛ بالکل طوفان سے پہلی کی خاموشی چھا گئی۔ تھک۔۔۔۔"

"میری ماں سے اپنا رویہ درست کرلو!" درشت لہجے میں انگلی اٹھا کر کہا۔ "ہوں تو تمہاری ہی اولاد؛ لیکن کمزور نہیں ہوں ماں کی طرح! سیدھے ہو جاؤ میرے باپ ہو، ورنہ تمہیں پتہ تو ہے میری رگوں میں بھی تمہارا ہی خون ڈورتا ہے؟" نگاہیں ہنوز انہیں آنکھوں میں تھیں؛ جبکہ مقابل سر توڑ خاموشی میں ملوث!

"سونے جا رہا ہوں میرا کھانا وقت پر دیا کرو۔ مجھے غصّہ آجاتا ہے" کمزور دفاع کیا گیا۔

"میری ماں کو دوبارہ گھر سے مت نکالنا، سب کچھ دیتی ہے۔ تماشے بازی سے مہربانی فرما کر پرہیز کرو!" باپ جتنا بیمار بنتا، بیٹا ماں کی تکلیف پر اس سے بڑا قہر بنا اور یہی چیز اسے چپ کروا گئی۔

۔مجھے غصّہ نہ ڈلانا بس !" نظریں زمین کو گھورنے لگیں "

۔جائیں آرام کریں اس سے پہلے کے آپ کو سکون قبر میں ملے !"ازلی بے رخی سے کہا "

۔سبحان ربی الاعلی۔۔۔"پیشانی اب رب کے حضور جھکی "

سردی کے موسم میں بھی فرش کی ٹھنڈک برقرار رہی، کمزوری، ناداری ظاہر رہی، کمزور انسان، کمزور بچے کی طرح بلک کر اسے پکارتا رہا اور رب نے محافظوں کو متعین کر دیا، جو نماز والی لڑکی کی اور ماں کی حفاظت کرنے لگے۔ کیسے نا رب سنتا جو مسلسل اسی کے رحم و کرم پر ؟زندگی بسر کر رہے تھے ؟ وہ تو مالک ہے وہ بھی نا سنتا تو کہاں جاتے یہ غم کے مارے

نماز اختتام کی طرف آتی فرشتوں پر سلامتی بھیجتی، دونوں آنکھیں مسلسل موتیوں کی بارش میں سما گئی، بھوری آنکھوں میں سرخ لکیریں ڈوبتے سورج کی نارنجی لکیروں سے مسلسل ۔کناروں کو بھیگنے پر مجبور کر رہی تھیں

کیوں ڈرتی ہو بابا سے ؟ایک بار کھڑی ہو جایا کروں نا، پھر دیکھیں کیسے ٹھیک ہوتا ہے۔اس" آدمی کے ساتھ اتنے سال گزارے ہیں خوف نکال دیں کہ اس نے چھوڑ دیا تو کیا ہو گا، کیوں یہ نہیں سوچتی کہ دو بیٹے ہیں آپ کے ساتھ، آپ کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں، آپ کو گھر

میں رکھ سکتے ہیں۔اس ازیت سے آزاد ہو جائیں!" نظریں ماں کے ہاتھوں پر تھیں، جواب بھی خوف سے کپکپا رہے تھے۔

" جو ارسلان! تم گھر میں نہیں ہوتے، میں گھر میں ہوتی ہوں، یہ آدمی اب جوان نہیں ہے۔ اپنے سب کام کر سکے، دوائیاں کھا کھا کر اس کا دماغ خراب ہو گیا، میں چھوڑ گئی تو کوئی نہیں پوچھے گا اسے، جتنا یہ لوگوں سے رکھتا ہے پتہ ہے!" سمجھا رہی تھی جیسے بیٹا مان جائے گا(ہو نہہ)۔

"مریں گے نہیں زندہ رہیں گے!" سفاک انداز میں کہا۔

"تمہارا باپ ہے، ارسلان تھوڑی سی تو تمیز کرو!" خفی سے بیٹے کو سمجھایا۔

" جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کرتے ہیں، میرا دل کرتا ہے۔اس گھر سے بھاگ جاؤں؛ لیکن اس کا کیا کروں" انگلی اب سینے پہ رکھے وہ کہتا رہا۔" جو آپ کے لیے پریشان ہوتا ہے، سب کے لیے لاپرواہ ہو سکتا ہوں؛ لیکن آپ کے لیے نہیں!" سر جھک گیا، جسے انہوں نے خود سے لگا لیا تھا۔

آج اُنہیں وہ بیس سال کا نہیں اپنا پرانا چھوٹا سا لاڈلا لگا، جو بچپن میں ضد لگاتا تھا۔ مجھے لے کر جا نانی کے گھر ورنہ میں روتا رہوں گا اور جب اسے پتہ چل جاتا ہمیشہ روتا تھا۔ "ماں کہاں جا رہی ہو، مجھے بھی لے جاؤ، مجھے بھی لے جاؤ۔۔" آنسو اب دونوں جانب رواں دواں تھے۔ وہ ماں کے گود میں جھکا، سر رکھا، چہرہ گود میں چھپ گیا اور اب وہ ہچکیوں سے رونے لگا تھا اور ہر بار کی "میں ٹھیک ہوں میرے بچے۔۔۔" کا کہہ کر وہ اس کے بالوں کو سہلانے لگیں؛ جبکہ آنکھیں تو مسلسل نم ہو رہی تھیں۔

اے اللہ! یقیناً میں تیری بندی ہوں اور تیرے ہی بندے اور تیری ہی کنیز کی بیٹی ہوں۔" میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا ہی حکم جاری و ساری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ مبنی بر انصاف ہے، میں تیرے ہر اس خاص نام کے ذریعے سے تجھ سے درخواست کرتی ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا تو نے اسے علمِ غیب میں اپنے پاس (رکھنے کو) خاص کیا ہے (میں درخواست کرتی ہوں) کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار بنا دے اور میرے سینے کا نور، میرے غموں کا علاج اور میرے فکروں کا تریاق بنا دے۔" ہاتھ مکمل چہرے پہ لپٹے تھے۔

۔مسند أحمد: 1/391۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے

میں شاخِ گل کو چھولوں وہ اژدھا ہو جائے

کمرے میں آکر اول شرت بدلی، بال درست کیے اور اب سیدھا بالکونی میں آتا سگریٹ کے کش پہ کش لینے لگا۔ لاک کھلا اور بند ہوا۔ وہ نہیں مرا تھا، جانتا تھا کون ہے۔ سگریٹ زمین پر ۔پھینکار گڑا؛ لیکن پلٹا نہیں

دھیان سے رہنا اور جب کوئی مسئلہ ہو تو بتا دینا!" سکون سے کہا؛ جبکہ جانتا تھا کوئی مسئلہ ہو" !اور یہ کسی کو بتا دے، ناممکن

۔ہمم۔۔۔" لاپرواہی سے کہتا دور اندھیرے گھروں کو دیکھنے لگا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ناراض نہ ہو! ،ڈیڈ سے کچھ دنوں تک شزاوالاٹاپک ختم ہو جائے گا"قدرے آہستگی سے کہا"

۔

۔کوئی مسئلہ نہیں!"اکڑ کر بولا "

۔کیا مسئلہ ہے پھر؟"نرم لہجے میں پوچھا"

کچھ بھی نہیں!(البتہ ایک چہرہ نظروں سے گزرا تھا)"وہ پھر سے رخ پھیر چکا تھا،البتہ "

۔آنکھوں میں سرخ لکیر واضح تھی

ایک بات یاد رکھنا! یہاں ہراِک چیز نہیں ملتی، تم بھی یقین رکھو جس کے لیے خود کو تباہ کر "

۔رہے ہو، کیا وہ۔۔۔۔"مزید کچھ کہتا؛لیکن مزمل کو اُٹھتے دیکھ کر خاموش ہو گیا

۔شکریہ آپ کا!"سپاٹ لہجے میں کہتا کمرے سے نکل گیا"

روڈ پہ چلتے قدم بڑھ رہے تھے،وہ رات کا ڈھیلا سا ٹریک سوٹ پہنے، چہرے پہ ازلی بیزاری لیے، نگاہیں پر سوچ منظر پر رکھے،اب بھی وہ طویل سڑک پہ چل رہا تھا۔رات کے اس پہر ایک جوڑا دِکھا،قریبی پارک میں جگمگاتے قمقموں کا سمندر گویا چار سو روشنی پھیلائے رقص کر رہا ہو۔وہ اب ایک بینچ پہ آبیٹھا۔قریب سے وہی جوڑا گزرا۔ذہن کے دریچوں میں پھر

کچھ نفوس شرارت کرنے لگے۔ ہجوم ساہر سوں پر پھیلائے، شور وغل میں مشغول زمانہ اور ایک گھنگریالے بالوں والی لڑکی ایک ٹوپی والے لڑکے کے ساتھ کھڑی مسلسل کچھ کہہ رہی تھی اور لڑکا مسلسل اس کے چہرے پہ بنے گڑھے کو دیکھ کر کچھ کہتا اور مسکرانے لگتا، آواز ۔دور تک تو نہیں آ رہی تھی البتہ دونوں ساتھ زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے

ویسے عکس کہہ رہا ہے جس پہ ہاں کر و وہی حسن بکھیر دے گا!"انگلیوں کو ہاتھ میں لگائے" ۔اک ادا سے کہا

۔دل تو چاہ رہا ہے پوری دکان ہی خرید لوں!"چھکتا سا انداز "

۔تو لے لو، بندہ ویسے بھی حاضر ہے!" نظریں جیولری باکس پہ جھکیں"

۔سچی؟"مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے کہا "

۔ہاں بھئی کوئی شک؟"جواب علیشاء کی توقع کے برابر "

۔ٹھیک ہے جناب!"وہ بچوں سا مسکرائی"

۔اور کچھ بھی دیکھ لو پھر کچھ یاد نا آجائے" نظریں سامنے دکان پر تھیں "

۔قریب میں گول گپے ہیں کھائیں؟"وہ کہتی آگے بڑھی "

۔نیکی اور پوچھ، پوچھ!" کہنی مارے وہ اب قدم ملا چکا تھا "

میں کہتی ہوں بس! اب چپ میں اب اس گھر میں نہیں رہ سکتی!"وہ گزرتا جوڑا قریب بینچ"

۔پہ بیٹھ چکا تھا؛ لیکن وہ سرگوشی نہیں تھی وہ لڑکی مسلسل چلا رہی تھی

سوچوں کا تسلسل ٹوٹ چکا تھا یا شاید دل پہ کچھ گرا، کہیں وہ بوجھ تو نہیں تھا؟ وہ سورج کی

شعاعیں، وہ عقب سے ہلکی ہلکی سرگوشیاں، وہ قہقہے، وہ ہجوم، وہ جھمکے آہ۔۔۔۔(حسین

(خواب تھے بکھر گئے!

سب خواب کی صورت تحلیل ہوئے، ایک پارک، بینچ، جس پہ ایک نوجوان، قریب ایک

شادی شدہ جوڑا اور باتوں کی گونج تھی اور پرانی یادوں کے ساتھ پرانے جذبات بھی مر گئے یا

۔شاید جڑے کچھ ایسے کہ بکھرنے کا فن دکھا گئے

"Black women be like black heart! "

وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔نادیدہ ذروں کو ٹھوکر ماری، ہاتھوں کو بالوں میں پھیرا، چال کو متوازن

۔کیا، اور چلنے لگا، پیچھے روشنیاں جیسے کہیں رہ گئی تھیں

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز و دماغ پہ کھونٹے

کمرے میں آتے ہی سوٹ کیسز پیک تھے، سبز رنگ کے در و دیوار کے ساتھ سبز پردے بھی خاموش تماشائی سے، رفتہ رفتہ ہوا کے جھونکوں سے کھلی کھڑکی سے ٹکرا کر چہرے کو سہلاتے رہتے، وہ باتھ لیے ابھی فریش ہوا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، وہ پرفیوم کی شیشی تھامے خود پر چھڑکاؤ کرتا اب متوجہ ہوا۔

فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے، مزمل صاحب! بڑے صاحب اور باقی سب آپ کا انتظار کر رہے" ہیں۔" دروازے پر اشفاق کھڑا کہہ رہا تھا۔

دو منٹ صرف!" وہ انگلیوں سے وی بناتا اب اپنی چیزوں کو چیک کرنے لگا ساتھ میں اپنے" سراپے کو دیکھتا، جان دار مسکراہٹ چہرے پر لے آیا۔

تم نے سب چیزیں ٹھیک رکھیں تھی نا؟" وہ اشفاق سے پھر پوچھنے لگا "۔

آپ نے جس طرح کہا بالکل ویسے ہی رکھیں ہیں۔" فرمانبرداری سے بولا "۔

ہمم۔۔ میرے کمرے میں کون آیا تھا سفیان بھائی کے جانے کے بعد؟" کچھ عجیب تھا "۔

سفیان بھائی بیٹھے تھے، پھر بیگم صاحبہ آگئی تو وہ دونوں باتیں کرتے رہے پھر سفیان بھائی" چلے گئے، تو بیگم صاحبہ کافی دیر بیٹھی رہیں۔ آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی گئی ہیں!"وہ ۔پوری تفصیل سے بتانے لگا

۔سفیان تمہارا بھائی نہیں ہے!"انگلی اٹھا کر نگاہوں سے تنبیہ کی "

اللہ جانے اسے اپنے بھائی کو کسی اور کا بھائی کہنے پہ کیا ہوتا تھا۔ساری بات سننے پر بھی چڑ) (!صرف بھائی کہنے سے ہوئی تھی یعنی انتہا

۔جاؤ اب میرا دماغ نا کھاؤ اور ہاں سفیان صاحب بولا کرو!"چیخ کر بولا "

۔جی۔۔۔۔۔"وہ خاموشی سے سر جھکائے نکل گیا"

یہ امیر لوگ پیسے کی ریل پھیل ہو کہاں سامنے پھر دیکھتے ہیں!"وہ کمرے سے باہر نکلے آنسو" (!صاف کرنے لگا۔(شاید اسے برا لگا تھا عین ممکن ہے ملازم بھی دل رکھتے ہوں

چہرہ شہر یار پر میرا افسانہ ہے رقم لہریں مرے جنوں کی ہیں، سرخیاں میرے خوں کی ہیں

کھلے آسمان میں ستارے جگمگاتے، چاند کی چاندنی مسلسل ٹمٹماتی، خاموشی کی نظر وہ نیم جاں آسمان کو دیکھ رہی تھی، سیدھے لیٹے ہوئے بال کیچڑ سے آزاد ہوئے ہواؤں کی رو لہراتے، بالوں میں انگلیاں پھیرتے زہن جیسے کئی دن پرانے واقعے کی منظر کشی کر رہا تھا۔ستارے کچھ مدھم اور کچھ پوری آب و تاب لیے چمک رہے تھے۔

"کیا بات ہے بڑی خاموشی ہے، لوگوں کی زبانوں پہ!"ساتھ بچھی چارپائی سے سرگوشی کی گئی۔

"اف ٹیپو!" جھنجھلا کر کہا، پھر لہجہ نرم کیا۔"تم جانتے ہو دنیا کے بے شمار رنگ ہیں اور ہمارا اپنا بھی ایک رنگ ہوتا ہے، دنیا کے رنگوں کو دیکھ لینا؛ مگر انہیں رنگوں کو ہمیشہ اپنانا جن سے تمہارا رب راضی ہو اور جب کبھی کوئی تم سے الجھ جائے کہ اللہ کے رنگ کو اختیار کرنے میں گھاٹا ہے تو کبھی کم تر پر راضی مت ہونا!"سوچوں کی دنیا سے جیسے وہ دل کی بات پر آگئی۔

"اسی لیے کہتا ہوں میں تو۔۔۔ٹوپی والا برقعہ کرنے والی لڑکی سے شادی کروں گا۔مجھے بہت شوق ہے میری بیوی چھپے ہوئے سیپ کی طرح ہو جسے پتہ ہو پردہ کیوں کیا جاتا ہے، کس لیے کیا جاتا ہے اور یہ آپ نے کیوں کیا ہے!"انتہائی شوخ انداز میں بولا تھا۔

اللہ کا رنگ جب کوئی تھام لیتا ہے پھر اسے پروا نہیں رہتی، لوگ اسے بُرا بھلا کہتے ہیں یا" نہیں! اہم یہ ہوتا ہے وہ اللہ کے راستے سے بھٹکے نا! (استقامت تو کرامت سے بڑھ کر ہے) ۔"الفاظ زبان سے اور دل درد کی زبان بولا تھا

امی تمہاری شادی کا سوچ رہی ہیں اچھا ہوا تم نے بتا دیا، ہم ایسی لڑکی دیکھیں گے جو اللہ کی" رضا کو اپنی رضا سمجھتی ہو ٹھیک ہے؟ ویسے ٹوپی والی کی جگہ کوئی اور ملے تو کر لیں (بتیسیاں اب جیسے جھانک رہی تھیں)" کچھ رنگ تھے جو خوابوں سے ملے جلے اس سے چھوٹے بھائی ۔کے چہرے پر آئے اور گئے تھے

بالا کدھر ہے بالکل نظر نہیں آتی، کہاں مصروف رہنے لگی ہے؟" قدرے توقف سے " ۔پوچھا

ہمم۔۔۔ٹھیک ہے اللہ مجھے پیاری سی بیوی دے گا! جو مجھے بھی اس راستے پر چلنے میں مدد " دے گی ان شاء اللہ اور میں۔۔ نہیں نہیں ٹوپی والی لڑکی ہی سے شادی کروں گا آخر میری پسند ہے بھئی! تو جہاں تک بات ہو محترمہ بالا صاحبہ کے نظر نا آنی کی تو یا تو وہ گلفام شہزادے کو پڑھ رہی ہوں گی کہ شہزادی کو کیسے شہزادہ لے گیا یا پھر فروزن، ٹینگلڈ یا ایلسا کو دیکھا جا رہا

ہو گا۔ جادوئی دنیا پہ راج کے بارے میں بتایا جارہا ہو گا۔" کروٹ لیے اب ایک چہرے پہ ہاتھ رکھے دوہرا ہوئے بولا۔

" ٹیپو تمہیں پتہ ہے دنیا کی سب سے زہین ترین قوم کونسی ہے؟ یہ جادو کو کیوں اتنا اٹھایا جاتا ہے کارٹونوں میں، فلموں میں، کیا کبھی سوچا ہے؟" ایک سوال جو سوچ سمجھ کر کیا گیا۔

" لوگ متاثر ہوتے ہیں! ایک الگ قسم کی چیز سے، اسی لیے لوگ توجہ دیتے ہیں، اسے منفرد سمجھتے ہوئے؟" تاروں کو دیکھتے ہوئے پھرتیلے انداز میں کہا۔

" بالکل لیکن یہ اصل یہودیوں کی طرف سے نہیں ہے! ہمارے، ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے حقیقت ہے اور جانتے ہو ہم نے اپنا قیمتی خزانہ کھو دیا اور جب ہم نے کھو دیا اور غیروں نے حاصل کیا پھر اسے اپنا جوہر نایاب کہتے ہیں، جبکہ یہ ان کے اسلاف نے نہیں ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات تھے جو یہ چھوٹی چھوٹی جھلکیاں اپنے کارٹونوں میں دکھاتے پھرتے ہیں!" وہ جیسے اپنا غم بھول سی گئ۔

" باجی! یہودی اپنے کام میں اتنے تیز ہیں کہ ان کے عزائم سو، سو سالوں تک کے ہوتے ہیں، پھر یہ فلسطین، غزہ کو ختم کیوں نہیں کر پاتے؟"

فلسطین تب تک کھڑا رہے گا، غزہ تب تک کھڑا رہے گا۔ جب تک وہ مضبوط رسی کو تھامے "
ہوئے ہیں، وہ جب تک "لبیک یا اقصیٰ" کی صدا بلند کرتا رہے گا، "جہاد فی سبیل اللہ" کے
لیے تازہ دم رہیں گیں، خوش بختی اس کا مقدر رہے گی، پھر خون سے کر لیں وضو اس کے
نمازی آئیں گے کیونکہ ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا! وہ جو سات آسمانوں سے اوپر اپنے
عرش پر معلق ہے، وہ قدر کرنے والا رب ہے، وہ کسی کے آنسو کیا؟ آہیں تک، رائیگاں نہیں
جانے دیتا۔" پر عزم لہجہ بولا

یہی تو بات ہے یہودی چاہے جتنی مرضی ایڑی چوٹی کا زور لگا لیں قرآن کریم کے جب بھی "
الفاظ پڑھتا ہوں، سکون سا ہو جاتا ہے۔ پتہ ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

Surat No 4 : سورۃ النساء - Ayat No 51

اَلَم تَرَ اِلَى الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ
الطَّاغُوۡتِ وَیَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا
﴿۵۱﴾

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصّہ ملا ہے؟ جو بُت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔

Surat No 4 : سورۃ النساء - Ayat No 52

﴿۵۲﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ ؕ وَ مَنۡ یَّلۡعَنِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ نَصِیۡرًا

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے لعنت کی ہے اور جسے اللہ تعالٰی لعنت کر دے، تو اللہ کا کوئی مدد گار نہ پائے گا۔

اب یہودیوں کے پاس پیغام لانے والے آئے، ان کو کتاب کا علم تھا، ان کے آپ علیہ السلام کے آنے کا بھی علم تھا، یہ سب سے زیادہ مطالعہ کرنے والی قوم ہے۔ کیسے یہ حق نہیں جانتے اور پھر اللہ نے وعید بھی بتا دی ہے۔"

" سارے جادو حقیقت میں ہمارے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے متاثر ہو کر بنائے جا رہے ہیں، یہ قوم نقل کرنا بہت اچھے سے جانتی ہے اور مسلمانوں کو تباہ کرنا، ان کو

تکلیف دینا، ان کو دنیا کی عیش و عشرت میں غرق کر کے حقیقی مقصد سے بہلا دینا یہی تو ان کا مقصد ہے ! "

" آپی ! ہماری قوم اور اس کے نوجوان واقعی عیش و عشرت میں مبتلا ہو رہے ہیں، وہ جہاد یعنی ۔ جیم، حاء، الف، دال کے مقصد کو فراموش کر چکے ہیں !" وہ جیسے گہرے رنج میں بولا تھا

" میں مانتی ہوں مسلمانوں کو تباہ کرنے کی بے انتہا کوششیں ہو رہی ہیں اور وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہیں؛ لیکن یاد رکھنا شیر سویا ہوا ہو، دہشت تب بھی قائم و دائم رہتی ہے اور جس دن مسلمان جاگ گئے اس دن دیکھنا پھر قوموں کی امامت کا فریضہ آخر اسی قوم ہی نے تو سنبھالنا ہے پھر۔۔۔۔" پُر عزم سی مسکراہٹ اب دونوں کی آنکھیں کو ٹھنڈا کرتی فکر کو تازہ کر گئی تھی ۔

(باقی اگلے ماہ)

Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/ مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842